Registered

L. No. 89

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۲) ہر ہفتہ بروز جمعہ شایع ہوتا ہے ۱۲ر جنوری سنہ ۱۹۰۶ء جلد (۳۴)

گلدستۂ اخبار

مسٹر ڈبلیو۔ ایس ہملٹن سی۔ ایس رخصت سے واپس آنے پر سول سکرٹریٹ میں خاص عہدے پر ممتاز ہوں گے ۔ **مسٹر ایچ۔** آر۔ ہانیاڈ صاحب لاہور ڈویژن کے قائم مقام کمشنر ہوں گے **۱۰ر فروری** سے مسٹر سی جے ہیلیکس عارضی طور پر لاہور میں خاص منصب پر سرفراز ہونگے اور انکی بجائے کپتان فرزل صاحب ڈپٹی کمشنر مقرر ہوں گے۔ **فنانشل کمشنر** نے اس امر کا فیصلہ کرلیا ہے کہ منتخب اضلاع جہاں کہ رجسٹرار کو اپریٹو کریڈٹ سوسائیٹیاں کام کرینگے۔ انکی فہرست میں ضلع گوجرانوالہ بھی شامل کرلیا جاوے۔ **بکارلوہ** واقعہ ملک سندھ میں گھوڑوں کی نمائش کا میلہ ۹ر فروری کو شروع ہوگا۔ گھوڑوں ٹٹوؤں اور خچروں کی خاصی تعداد ہوگی۔ **افسوس** کا مقام ہے کہ بنارس میں کانگرس کے خیمہ گاہ میں ایک سخت تفرقہ پڑگیا تھا۔ سودیسی موومنٹ کے حق میں ایک رزولیوشن کمیٹی میں پاس کیا گیا۔ مگر بنگالی ڈیلیگیٹوں نے اس امر پر اصرار کیا کہ اسکو تقسیم بنگال کے ساتھ متحد کرنا چاہیے۔ اس رائے کی سخت مخالفت صوبجات متحدہ اور دیگر مقامات کے ڈیلیگیٹوں نے کی بنگال کی شکایتوں اور زیادتیوں کو سنتے سنتے تنگ آگئے تھے۔ اگرچہ تمام معاملہ کو حد اعتدال تک لانیکی کوششیں کی گئیں مگر ناکامیابی ہی رہی۔ اور بنگالیوں نے سودیشی تحریک کے بارے میں کوئی بھی رزولیوشن پاس نہ کرنے دیا۔ **مہاراجہ** کوچ بہار جنکو ۲۰ر دسمبر کے پولو ٹورنامنٹ میں سخت ضرب لگی تھی تا حال بیمار ہیں۔ **آنریبل پنڈت** سندر لال رائے بہادر وکیل الہ آباد ہائی کورٹ الہ آباد یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر ہوگئے۔ **بنگال بنک** کا منافع ششماہی ختمہ ۳۱ر دسمبر کا منافع ۱۰ لاکھ ۹۳ ہزار ۲ سو بیس روپیہ ہے۔ **۱۹ ادین** نمبر میں ۵ر جنوری جمعہ کے روز آفیسرز میس میں ۱۱ بجے دن کو ایک کمیٹی فراہم ہوئی تاکہ جدید ٹیشوکوری آفس بنائی جانے کے لئے تخمینہ لگا دیں **۱۵ر جنوری** کو لارڈ کچنر صاحب بہادر کی مہمانی کلکتہ میں انڈین ریلوے کانفرنس کے پریذیڈنٹ اور ڈیلیگیٹوں کے ہاں ہوگی **ٹوکیو** سے خبر ہے کہ جاپان کے تین شمالی صوبجات میں سخت قحط ہے جو ساٹھ سال سے لوگوں کو معلوم ہے۔ اس سے ۶ لاکھ ۸۰ ہزار آدمی جاں بلب ہیں۔ **ہیرات** واقعہ افغانستان میں ایک ایسا شہر ہے جسکی دیواریں ۷۵ دفعہ مسمار کی اور ۷۵ دفعہ تعمیر کی گئیں ہیں۔ **شیکاگو** واقعہ امریکہ کے ہیلتھ کمشنر رینالڈس نے ایک سائنٹفک جلسہ میں بیان کیا کہ صوبجات متحدہ امریکہ میں ایک صوبہ کی آبادی کے ہر ۵۰۰۰ میں سے ۱۲۲۳ اموات شراب کے خراب استعمال سے وارد ہوئیں **لنڈن** کے برٹش میوزیم میں ایک آئینہ موجود ہے جو نہایت ہی قدیم ہے یہ شیشہ کا سر ہے جس پر گیارہویں خاندان کے مصری بادشاہ کا نام مرقوم ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کم از کم دو ہزار سال مسیح سے پیشتر بھی ایسی ہنرمندی سے شیشہ بنایا جاتا تھا جیسے اسوقت ہے۔ شیشہ سازی کا فن کوئی نئی ایجاد نہیں ہے ۔ **۲۹ دسمبر** کو مسز اینی بی سنٹ نے تھیوسافیکل سوسائٹی کے روبرو بھاگوت گیتا پر اپنا تیسرا لکچر دیا۔ اور اسی اثنا میں جنوبی ہند میں ایک ہندو کالج کے ہونے کی ضرورت بتائی۔ **میڈیکل** کالج لکھنو میں ویدک و یونانی طبابت کی تعلیم بھی ہوتی ہے ۔ **پنجاب** میں پیداوار کپاس میں دو ثلث کی قلت ہوگئی ہے جس سے کاشتکاران کو ۳ کروڑ روپیہ کا گھاٹا پڑا ۔

پنجاب میں موٹر کار چلانے والوں کو لائسنس لینا ہوگا ورنہ موٹر کار چلانا اور رکھنا جرم ہوگا۔ **جمون** اور دہلی کی طرح لکھنو اور کلکتہ میں بھی بخوشی شہزادہ صاحب کی طرف سے غربا کی دعوت ہوگی **کانپور** میں گورہ پلٹن نوج کے دو فرنگی فرار ہوگئے۔ تحقیقات جاری ہے۔ **ساسون ہیل** واقعہ بمبئی میں آگ لگ گئی۔ ۳۰۔۴۰ ہزار کا نقصان ہوا۔ **رنگون** ٹریموے پر گذشتہ سال ۳۵ لاکھ سواری نے سفر کیا۔ اور منڈلے ٹریموے پر ۲۹ لاکھ۔ **سررشتہ** تعلیم ہند کے ڈائرکٹر جنرل مسٹر آرنج پر شملہ کے ہسپتال میں آپریشن کیا گیا **منچوریہ** کے ۱۹ بندر اور اشہار تجارت عامہ کے لئے کھولے گئے ہیں۔ **لارڈ** رابرٹس کی درخواست پر ملک معظم نے رائیل آرمی ٹمپرنس ایسوسی ایشن کے پیٹرن بنا تسلیم کرلیا ہے **۲۳** دسمبر کو دیوان آف میسور سر پی۔ این کرشنا مورتی کی ذاتی حفاظت اور ہدایت میں دوسری بار ہاتھی پکڑے گئے انکی تعداد قریب ۴۰ کے ہے۔ **ایک** سرکاری خبر کے مطابق بلگیریا میں ۳۴۰ آدمی ایسے ہیں جنکی عمر میں ۱۰۰ اور ۱۱۰ برسوں کے درمیان ہیں کہتے ہیں کہ ان کی اس درازی عمر کی وجہ انکی دانتوں اور ہاضمہ کا اچھا ہونا ہے۔ **وہ** خطوط جو ہند سے مصر اور سوڈان کو جائینگے ان پر آدھے اونس اور اس کی کسر پر ایک آنہ کا ٹکٹ لگایا جائے گا۔ **سلطان** نظام نے عورتوں اور بچوں کے ہسپتال کے لئے ۷ لاکھ روپیہ دیا ہے۔ اس ہسپتال کا بنیادی پتھر پرنس آف ویلز رکھینگے۔ **کانگرس** کی کل آمدنی ۶۹۸۳۰ روپیہ ہے اور خرچ ۵۵۷۵ روپیہ۔ **سرکاری** انٹومولوجسٹ مسٹر لفرائی صاحب اس کیڑے کی تحقیقات کر رہے ہیں جو کپاس کی فصل کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ **پنڈت** جوتی پرشاد اکسٹرا جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر رخصت سے واپس آکر پھر جھنگ ہی میں متعین ہوں گے ۔

ایڈیٹوریل نوٹس

ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ ہمیں ۲۰ جنوری کے اخبار میں اس امر کے معلوم کرنے سے بڑی خوشی ہوئی کہ قصبہ کامونوان ضلع گورداسپور میں ایک کارخانہ سودیشی دستکاری آلہ کے نام سے کھلا ہے۔ جس میں کپڑا بننے کی مشین نرالی ہی قسم کی تیار کرائی گئی ہیں۔ ان مشینوں کا ایک پرزہ بھی ولایت سے نہیں منگوایا گیا۔ تاہم بقول اطلاع دہندہ مشین قابل دید ہیں۔ ایک مشین پر ایک آدمی گیارہ گھنٹہ میں تیس گز کپڑا ہر ایک قسم کا یعنی چارخانہ ڈوریہ زین مادی۔ سوتی ریشمی دغیرہ وغیرہ تیار کرسکتا ہے چارخانہ اور زیادہ رنگوں کے کپڑے کی مشینوں میں دو دو چار چار چھ چھ شٹل خود بخود بدلتے رہتے ہیں۔ کرگہ چلانے میں کسی کاریگر کی ضرورت نہیں پڑتی۔ بننے والے کو صرف ٹوٹا ہوا تاگہ جوڑنا پڑتا ہے تانے کی مشینیں ایسی عمدہ ہیں کہ ایک گھنٹہ میں ایک آدمی اور ایک لڑکا .. گز تانا تیار کرلیتے ہیں نلکے نلکیاں قابل تعریف ہیں ایک آدمی تیس مشینوں کو بخوبی نلکیاں دے سکتا ہے۔ گوٹہ بننے کی مشینیں بھی تعریف کے لائق ہیں۔ ایک آدمی گیارہ گھنٹہ میں ۵۰۰ گز گوٹہ تیار کرسکتا ہے۔ ایک مشین میں دو تانے بھی چلتے ہیں ایک طرف کپڑا یا تولیہ۔ دوسری طرف گلوبند۔ رومال دوپٹے وغیرہ ایک ہی آدمی بافت کرسکتا ہے۔

نمبر ۱۔ کارخانہ کا منیجر وعدہ کرتا ہے کہ یتیموں کو کام بلا اجرت سکھایا جائیگا۔ اور روٹی کپڑا و مکان رہائش مفت ملیگا۔

نمبر ۲۔ خریداران مشین کو بھی کام مفت سکھلایا جائیگا انکی رہائش اور کھانے پینے کا بھی مناسب بندوبست بذمہ منیجر کارخانہ ہوگا۔

نمبر ۳ گر باقی سب نہیں ادا کرکے کام سیکھ سکینگے۔

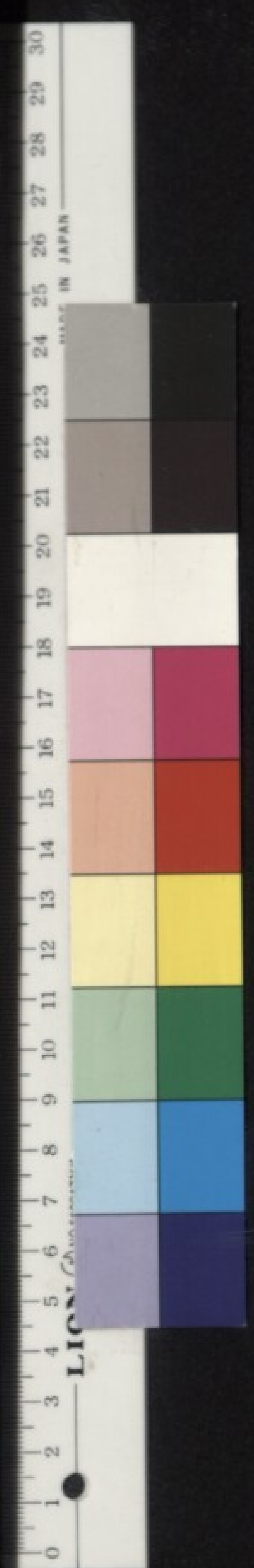
نمبر ۴ کارخانہ میں کام حسب ذیل ہونگے کپڑا بننا۔ مشین چلانا دھونا۔ نجاروں اور لوہاروں کے کام۔ گویا ہر ایک قسم کا ٹیکنیکل سکول ہوگا۔ خواہشمندان بذریعہ خط وکتابت بنام منیجر مفصل حالات سے آگاہی حاصل کرسکتے ہیں ؛

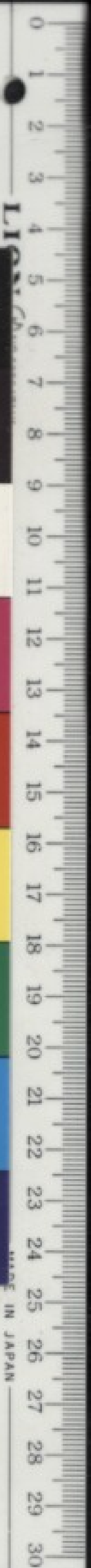
واقعی سودیشی تحریک ہمارے دیس کے علوم اور لیاقت کے انکشاف کے لئے نہایت عمدہ وسیلہ ہے۔ ایسا معلوم دیتا ہے کہ وہ دن اب آگئے ہیں جبکہ ہند بھی مغرب کیطرح صنعت وحرفت میں ترقی کرتا ہوا ہند کا انگلستان بنجائیگا۔ اسکی مالی اور ملکی اور تمدنی حالت میں نمایاں تبدیلی اور ترقی ہونے والی نظر آتی ہے۔ یہہ کارخانہ پنجاب میں اول مثال ہے جو بلا کسی یورپین امداد یا اشیاء کی وساطت سے اپنا کام شروع کرتا ہے۔ اور ہم علاوہ اس کارخانے کے منیجر صاحب کی اولوالعزمی اور فیاضی کی بھی داد دیتے اور ملک کو انکی قدردانی کیطرف متوجہ کرتے ہیں۔ سودیشی دستکو سٹورس کو اور دیگر حامیان تحریک ہذا کو ضرور ہے کہ اپنا مال اس کارخانہ سے منگواکر منیجر اور مالک کی حوصلہ افزائی کریں ؛

سنڈے سکول امتحان کا انعامی دن۔ ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء کا دن بھی لودیانہ کی کلیسیا کے درمیان نہایت مسرت بخش دن تھا دوپہر کو گرجا مختصر سی قدرتی اور مصنوعی اشیاء سے مرصع تھا۔ اسی دن نیویارک امریکہ کے پادری جانسٹن صاحب بھی ایونجلسٹک سوسائٹی کیطرف سے سیر و مشاہدہ کے لئے تشریف آور تھے۔ دعا کے بعد ہندوستانی اور انگریزی گیتوں کا جو کہ بعد دیگرے لڑکوں اور لڑکیوں سے دیسی اور انگریزی باجوں کے ساتھ گائے جاتے تھے ایک عجب ہی دلخوش کن اور موثر سماں تھا۔ اس کے بعد مسز جانسٹن صاحبہ کے دست مبارک سے کامیاب طلباء کو انعامات تقسیم کئے گئے۔ اور تحفے دیئے گئے۔ جانسٹن صاحب نے بڑی پر اثر و قابل یاد تقریر حاضرین کے سامنے کی اثنا تقریر میں انہوں نے ایک نہایت غریب لاچار اور ایک متمول اور تندرست لڑکے کا قصہ سنایا جس سے انہوں نے بالغوں اور نابالغوں ہر دو کے لئے خود انکاری اور غربا پروری اور مسیحی دینداری کے اعلےٰ معراج پر پہنچنے کی نہایت عمدہ و نصائح نتیج کیں۔ بعد میں مردوں اور عورتوں کی علیحدہ علیحدہ ٹی پارٹی ہوئی۔ سب لوگ خوش نظر آتے تھے مگر اس خوشی کے درمیان غم اور افسوس کا بھی قدرے دخل تھا ہمارے معزز سنڈے سکول سپرنٹنڈنٹ مسٹر ایم وائیلی کی غیر حاضری دلوں کو پارہ پارہ کرتی تھی ہم ناظرین سے التماس کرتے ہیں کہ وہ مسٹر ایم وائیلی کے لئے دست بدعا ہوں کہ وہ اپنے فضل سے اپنی مرضی کے مطابق جلد انہیں شفا بخشے ؛

ایک اور عمدہ موقع۔ ۵ تاریخ سے ۹ تاریخ تک کا عرصہ یہاں کی کلیسیا کی روحانی ترقی اور بہبودی کیلئے بھی ایک برکت کا باعث تھا۔ اس عرصہ میں ڈاکٹر جانس صاحب موصوف کے درس انگریزی میں ہوتے رہے انکی انگریزی نہایت سادہ و عام فہم تھی درس بھی روحانیت سے معمور تھے ہندوستانی بھائیوں کیلئے جو انگریزی سمجھ نہیں سکتے تھے ان درسوں کا ترجمہ پادری پریلاس صاحب پاسٹر کلیسیا ہذا کرتے رہے۔ حاضرین کا اوسط تمام عرصہ میں خاصہ رہتا رہا۔ اور لوگ بڑی توجہ سے سنتے رہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ درس اور دعائیں اپنا کام کئے بغیر نہ رہینگی۔ ۸ تاریخ کی شام کو نور داد ڈاکٹر صاحب نے مشن سکول کے ہال میں بڑا ہی موثر اور مدلل علمی درس بحث کے سائنٹیفک خواص اور طریق پر دیا۔ واقعی یہہ لکچر زمانہ کی ضرورتوں کے حسب حال اور اپ ٹو ڈیٹ تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے بدلائل ثابت کردیا تھا کہ مسیحیت سائنس کے رو سے بالکل درست ہے۔ دیباچہ میں آپنے خصوصاً امریکہ کی یہی حالت بتائی کہ امریکہ میں قریباً سب کے سب عیسائی ہیں جتنے ممالک ایسے ہیں وہ سب بھی ہیں سائنٹیفک لوگوں کا جمہور بھی عموماً مسیحی ہے نفس مضمون میں آپنے یہہ بڑے بڑے پوائنٹ رکھے تھے (۱) جس طرح سائنس حقائق پر مبنی ہے اور اسکی تحقیقات حقائق سے آغاز ہوکر مشتری یا آرنگ پہنچتا ہے اسی طرح سے مسیحی مذہب بھی اس حقیقت پر مبنی ہے کہ مسیح اور اسکی زندگی اور تعلیمات حقائق ہیں۔ یہی مذہب کی بنیاد اور تحقیقات انہیں امور پر ہے کہ محض قیاس پر جو غیر سائنٹیفک ہے (۲) جبکہ کوئی شخص کسی سائنس کی تعلیم حاصل کرنے جاتا ہے اسکو اس فن کا خاطر خواہ تسلیم کرتا ہے اور اسکی باتوں کو ماننا اور انکا تجربہ خود کرتا ہے صرف مسیح ہی کل دیگر ادیان دین کے درمیان وہ سپیشلسٹ ہے جس کے پاس آکر معرفت الٰہی کو انسان حاصل کرسکتا ہے۔ اس کا دعوےٰ ہے کہ میرے پاس آؤ اور مجھ سے سیکھو۔ اسکی زندگی اور کام اور تعلیمات یگانہ اور لاثانی ہیں۔ اور دنیا کے بڑے بڑے لیڈروں کے ذریعے بیگانہ اور اعلیٰ ترین ۴

۴ ثابت ہو چکے ہیں رہا ہے مذہب سو وہ بھی فلاسفی ہے یعنی فلسفہ وجہ ہے اس بات کے شاہد ہے کہ اس کے سبب تنگ اور پھر سبب اسرار تک پہنچی ہے کہ تھیالوجی یعنی فلسفہ الٰہیہ جو اول الذکر کے برعکس ہے مثال کے طو





کیا انسان سال بھر بغیر خوراک زندہ رہ سکتا ہے؟

عرصہ ایک یا دو ہفتوں کا گذرا ہے کہ کسی نامہ نگار نے ہمارے پاس آریہ بھائیوں کے چند ایک سوالات حل طلب بھیجے تھے جو انہوں نے مشتہر لفظ کے اس بیان پر کئے تھے جو انہوں نے ایک آسیب زدہ عورت کی بابت ہمارے اخبار میں شایع کردیا تھا کہ وہ عورت ایک سال تک بغیر کھانے پینے کے زندہ رہی اور خداوند مسیح کے نام سے جب اُس کے پاس جاکر دعا کی گئی تو وہ صحت یاب ہوگئی۔ وہ سوالات بھی شایع اخبار ہذا کردیئے گئے تھے۔ گمان غالب ہے کہ ان کے جوابات مشتہر ان واعظ دینگے۔ مگر ہم اپنے ناظرین کی توجہ عموماً اور اُن صاحبان کی توجہ خصوصاً اس واقع کیطرف مبذول کرانا چاہتے ہیں جو ۲۲ دسمبر کے پیسہ اخبار کے صفحہ اول میں بعنوان بچھو سال بھر تک بلا خوراک زندہ رہے۔ درج ہے۔ اخبار مذکور کے ایک نامہ نگار عبدالخالق خریدار نمبر ۴۹۴۳ یوں رقم فرماتے ہیں "میں نے ایک نسخہ کی خاطر بچھوں نر و مادہ کو ایک کوری مٹی کی ہنڈیا میں داخل کرکے مضبوط بند کر رکھا ہے۔ اور اُس میں خوراک کے لئے کچھ بھی ڈالا نہ گیا۔ عرصہ دو سال تک ہر دو زندہ نو بنو پائے گئے اور تا حال موجود ہیں"۔

کیا قانون قدرت بہ آواز بلند یہہ نہیں پکار کر کہتے ہیں کہ انسان سال بھر تک بغیر کچھ کھانے پینے کے زندہ رہ سکتا ہے؟ اگر یہہ دو بچھو دو سال تک بلا خوراک زندہ اور نو بنو موجود ہیں تو انسان کے بلا خوراک سال بھر تک زندہ رہنے میں کونسا امر مانع ہے؟ خداوند کی اُس بات کی تصدیق نیچر اپنے زبان حال سے صاف صاف کرتی ہے کہ "انسان صرف روٹی سے نہیں بلکہ ہر ایک بات سے جو خدا کے منہ سے نکلتی جیتا ہے"۔

عمر کی درازی کیسے ہوتی ہے؟

تمام دنیاوی نعمات میں سے عمر کی درازی بھی ایک شے ہے جسکی ہر ایک شخص آرزو کرتا ہے۔ بلکہ یہہ آرزو اس قدر عالمگیر اور انسان کے اندر جڑ پکڑے ہوئے ہے کہ اگر دکھ بھی ہو تو یہہ آرزو دل سے نہیں جاتی۔ مگر سوال یہہ ہے کہ یہہ آرزو انسان کی کیسے بر آوے؟ زبور نویس ۳۴ زبور کی ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ میں یہی سوال کرتا اور ساتھ ہی اس کا جواب بھی دیتا ہے۔ "وہ کون انسان ہے جو زندگی کا مشتاق ہے اور بڑی عمر چاہتا ہے تاکہ بھلائی دیکھے؟ اپنی زبان کو بدی سے اور ہونٹھوں کو دغا کی بات بولنے سے باز رکھ بدی سے بھاگ اور نیکی کر۔ سلامتی کو ڈھونڈھ اور اُسی کا پیچھا کر"۔ اور سلیمان اس کا یہی جواب مختصر طور پر یوں دیتا ہے کہ خدا کا خوف عمر کو دراز کرتا ہے" (امثال ۱۰: ۲۷)۔ خدا کے خوف میں اُپر کی دو باتیں مذکور ہیں یعنی بدی کو چھوڑنا اور سلامتی کا تعاقب کرنا۔ یہی خدا کے خوف کی جو انسان کے اندر ہونا چاہئے دو جُز ہیں۔ خدا کا خوف دل سے پیدا ہوتا ہے اور اس کا ظہور انسان کے قول و فعل سے ہوتا ہے۔ پس دل کی راستی اور اُس کا وہ شوق جو سلامتی کی طرف ہے عمر کی درازی کا سچا اور لاثانی سبب اور ذریعہ ہے خدا کا خوف جو انسان کے دل میں ہونا چاہئے وہ غلامانہ یا جبر کے ساتھ یا خود غرضی اور لالچ سے یا وہ خوف نہو جو حاکم اور محکوم کے باہمی تعلق اور سزا کی جس سے ہوتا ہے۔ بلکہ وہ خوف پسرانہ خوف ہے یعنی جو خلف بیٹوں کے دلوں میں اپنے والد کیطرف سے ہوتا ہے۔ یہہ خوف بھی مذہب کی حقیقی قبولیت اور شمولیت سے انسان کے دل میں آتا ہے کیونکہ انسان کا جو تعلق خدا کے ساتھ پہلے ہوتا ہے یعنی محکوم و حاکم کا اور مجرم و منصف کا وہ مسیح میں بدلجاتا ہے اور عین مسیح پر ایمان لانے کے وقت سے خداوند کی فرزندیت کا تعلق پیدا ہوجاتا ہے۔ تب اُس خوف کی خاصیت اور میلان اور اس کے نتائج بھی بدلجاتے ہیں۔ ان نتیجوں میں سے ایک عمر کی درازی ہے جس کا یہاں ذکر ہے۔

شہنشاہ جاپان

شہنشاہ جاپان۔ جاپان کا شہنشاہ میکاڈو ہے جو ایک الہٰی شخص یا دوسرے معنوں میں ایک اوتار تصور کیا جاتا ہے۔ میکاڈون کا یہہ خاندان دنیا میں غالباً سب سے زیادہ قدیم ہے جسکی تاریخ قبل از مسیح ۶۶۰ تک پہنچتی ہے۔ موجودہ شہنشاہ شہنشاہی خاندان میں ۱۲۳واں ہے۔ ان میکاڈوں میں سے سات مستورات میکاڈو تھیں۔ میکاڈو کی شخصیت مقدس اور ناقابل شکست تصور کیجاتی ہے اور وہ تمام اختیارات کا چشمہ اور تمام حکومت کا مرکز ہے۔ موجودہ میکاڈو متسو ہیتو کی عمر اس وقت ۵۸ سال کی ہے تنومند جسیم اور ۶ فیٹ قد ہیں۔ فراخ شانہ اور وزن میں دو سو پونڈ یعنی سو سیر۔ ۲ من ۲۰ سیر پختہ۔ اس کا چہرہ مثل پہلوان کے ہے جو اسکی عام فوٹو میں نظر نہیں آتا۔ میکاڈو سست نہیں رہا کرتا بلکہ اپنی سلطنت کے سخت کام کرنے والوں میں سے ایک ہے۔ وہ علی الصبح جاگتا ہے اور تمام دن اپنے منصبی کاموں میں لگا رہتا ہے۔ میکاڈو کا سالانہ مشاہرہ یعنی اسکی کل خاندان کا مشاہرہ ۳ لاکھ پونڈ ہے۔ علاوہ اس کے ایک لاکھ پونڈ آمدنی جو ۲ لاکھ پونڈ کا جو جنگ چین میں دس سال گذرے بطور تاوان اس کو ملا تھا اور دیگر ماخذات آمدنی کے اُس کو حاصل ہیں۔ اس طرح اُس کی کل آمدنی ۵ لاکھ پچاس ہزار پونڈ ہے یعنی ۸۲۵۰۰۰۰ روپیہ۔ اس سے وہ اپنے خاندان کے ساتھ آدمیوں کا گذارہ کرتا ہے۔ جنمیں ۱۱ بیاہے اور ۱۶ بے بیاہے شہزادے اور ۱۸ بے بیاہی شہزادیاں ہیں۔ ملکہ ہارکو کی عمر ۵۶ برس کی ہے اور جاپان کی خوبصورت عورتوں میں ایک نفوذ کیجاتی ہے شہنشاہ اور ملکہ باہم بڑے پیار اور محبت سے رہتے سہتے ہیں اور خاوند و بیوی کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ جدید جاپان کے سر پر ایسے ہی شخص کا ظل جلیل ہے جسکی خاطر مرنا ایک

جاپانی افیسر اور سپاہی اپنا فخر سمجھتا ہے۔ (فورمن کرسچن کالج کا ماہواری میگزین)۔

ہم سب یسوع مسیح پر ایمان لاتے ہیں۔

گذشتہ سال بائبل سوسائٹی کی طرف سے ۱۰ لاکھ ۷۰ ہزار کاپیاں بائبل کے نوشتوں کی ہندوستان میں صرف ہوئیں ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہند میں بائبل بڑی گہری نظر سے دیکھی اور شوق سے اس کا مطالعہ کیا جاتا ہے اور لوگ اُس کی تاثیر سے بہت متاثر ہیں۔ آگرہ برانچ کے سکرٹری پادری ڈبلیو ڈی کے ٹرنر صاحب خدا کے کلام کی مخفی طاقت کی ایک تازہ مثال یوں بیان کرتے ہیں۔

"ایک دیہات میں جب میں ایک ہی سچے خدا کی عبادت کے بارہ میں منادی کر چکا اور اس امر کی تشریح کر رہا تھا کہ مسیح کس طرح آدمیوں کا نجات دہندہ ہے تو دیہاتیوں میں سے ایک شخص یوں بول اٹھا۔ جناب آپکو اس امر کی تشریح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی بتوں کی پرستش نہیں کرتا۔ ہم صرف ایک ہی سچے خدا اور یسوع مسیح پر ایمان رکھتے ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم خود اپنے ہی نسبت بیان کرتے ہو یا تمام گاؤں کی نسبت بھی۔ تمام لوگ جو وہاں بیٹھے ہوئے تھے ہم آواز ہوکر بول اٹھے "ہم سب کے سب یسوع مسیح پر ایمان رکھتے ہیں"۔

"جب میں نے اُن سے پوچھا کہ یہ کیونکر ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ وہاں کے ایک شخص کو جو اردو پڑھ سکتا تھا کئی سال پیشتر اردو میں ایک جلد عہد جدید کی دی گئی تھی۔ اور کہ اُس نے اُن کو مسیح پر ایمان لانے کی تعلیم دی تھی۔ اُس نے کہا کہ میں نے کسی قسم کی تعلیم نہیں پائی مگر صرف انجیل ہی کے پڑھنے سے میں مسیح پر ایمان لے آیا ہوں۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ جو کچھ آپ فرماویں وہ سب کرنے کو تیار ہوں تاکہ میں ظاہر طور پر مسیحی کہلا سکوں۔ اور اُس نے ایک جلد ہندی عہد جدید کی مانگی تاکہ دیہات کے بعض ہندی خواں لوگوں کو وہ تعلیم دے سکے کہ وہ خود انجیل پڑھ لیں۔

"اس وقت ہمارے پاس ہندی میں صرف اناجیل ہی تھیں۔ مگر اُس نے وعدہ کیا کہ جب میں آگرہ میں آؤنگا تو آپ سے ضرور ملونگا۔ چنانچہ وہ اپنے وعدہ کے مطابق آیا اور میں اسکو اپنے ساتھ کتب خانہ میں لے گیا اور اُس کو ایک ہندی عہد جدید کی جلد دی جسکو وہ لیکر بڑا ہی خوش ہوا۔"

مراسلات

نمبر (۱۸)

ہر ایک خاندان کا اپنا گھر ہو اور وہ کس طرح سے حاصل کیا جائے

"تب وہ ہر کوئی اپنی اپنی تاک کے نیچے اور انجیر کے درخت تلے بیٹھینگے اور انہیں کوئی نہیں ڈرادیگا (میکاہ ۴:۴)۔

اس مقام کو نظم کے ساتھ ملاکر جو چھوڑ دی گئی ہے یوں پڑھ سکتے ہیں ہر ایک خاندان اپنے اپنے گھر کا مالک ہوگا اور مکانداروں سے کچھ خوف نہ کھائیگا۔

(۱) فایدے جو اپنا مکان رکھنے سے حاصل ہوتے ہیں

(۱) اس سے کرایہ کی بچت ہوتی ہے۔

حال ہی میں ایک بی بی نے مجھ سے کہا کہ میں زمین لینے کی فکر میں ہوں تاکہ اپنے لئے ایک مکان بناؤں کیونکہ میری سمجھ میں وہ روپیہ جو کرایہ میں دیا جاتا ہے بالکل ضایع ہوتا ہے۔ بیشک وہ بالکل ضایع تو نہیں ہوتا ہے تاہم وہ بہت سا روپیہ جو ان شہروں میں جہاں مکان ہیںگے ہیں بطور کرایہ کے دیا جاتا ہے بچ سکتا ہے۔ اگر مکان اپنا ہو فرض کرو کہ تم مکان کے کرایہ کے لئے ۱۵ ڈالر ماہوار ادا کرتے ہو جو سال بھر میں ایک سو اسی ڈالر ہو جاتے ہیں اگر تم ۳۰ ڈالر خراج اور بیمے کے لئے نکال ڈالو جو تمہیں اسوقت ادا کرنا پڑیگا جب تم اُسی جگہ کے مالک ہو جاؤ تو تمہارے پاس ڈیڑھ سو ڈالر سالانہ بچ رہیگا جسے تم جمع کر سکتے ہو دس برس میں تمہارے پاس اتنی رقم ہو جائیگی کہ تم اس سے زیادہ عمدہ مکان خرید سکوگے جس کے لئے تم ۱۵ روپیہ ماہوار کرایہ دیتے ہو۔

جب گھر میں سخت بیماری آجاوے جس میں خرچ بہت ہو یا جب تم بے روزگار ہو جاؤ اور آمدنی یکایک موقوف ہو جاوے تب گھر کا ماہوار کرایہ فکر اور تکلیف کا باعث ہو جاتا ہے اگر ایسے موقعوں پر تم اپنے ہی گھر میں رہو تو کم از کم کچھ عرصے کے لئے کسی قدر اطمینان سے رہ سکتے ہو کوئی مکاندار تمہیں نکال نہیں سکتا ہے تمہارے لئے ٹھکانہ تو ہے اور اگر اس سے بدتر حالت بھی پہنچ جاوے تو مرنے کے لئے جگہ بھی ہے جب تک کام ملنے کی انتظاری کرتے ہو تب تک تم اور تمہارا خاندان پرانے کپڑے پہن سکتے ہو اور عیش کی چیزوں کو ترک کرکے اور اس روپیہ کو جو ضرورت کے دن کے لئے جمع کیا ہے تھوڑا تھوڑا خرچ کرنے سے سادہ خوراک پر گذران کر سکتے ہو۔ اور جب ضعیفی آجاوے تو تم اپنے آتشدان کے پاس بے کھٹکے تمام دن بیٹھ سکتے ہو بجائے اس کے کہ کسی غریب خانہ میں بھیجے جاؤ۔

(۲) اس سے تمکو اپنی ملکیت بڑھانے کا موقعہ ملتا ہے اتوار کے سوا اور خالی گھنٹوں میں یا جب بیکار ہو تو اپنے مکان میں چھپر یا کھڑکیاں یا دیوار زیادہ کرنے سے یا باغ اور سبزہ زار بنانے سے اور نیا رنگ چڑھانے اور دروازوں اور جھاڑیوں کو اور دوسری سب چیزوں کی مرمت کرنے سے اپنی ملکیت کو بڑھا سکتے ہو۔ بعض لوگ کرایہ کے گھر کی نسبت اپنے گھر کی زیادہ فکر رکھتے ہیں تم ہر ایک بات کا انتظام اپنی مرضی کے موافق کر سکتے ہو تمہیں کچھ ضرورت نہیں کہ



جب کبھی اپنے مکان میں تبدیلی کرنا چاہو تو ہر دفعہ مکاندار کی صلاح لیتے رہو ؛

(۳) اس سے اکثر آمدنی کی صورت بھی پیدا ہو سکتی ہے ؛

اگر تمہارا خاندان بڑا نہ ہو تو تم ایک یا دو کمرے یا آدھا گھر کرایہ پر چلا سکتے ہو ایسی آمدنی سے اس وقت بڑی مدد ملتی ہے جبکہ تم اپنے گھر کے لئے روپیہ ادا کر رہے ہو یا جب بیکار ہو ؛

(۴) اس سے دل میں فارغ البالی کا خیال ہوتا ہے تم اور زیادہ اپنے آپ کو آدمی کیطرح معلوم کرتے ہو سر ہنڈورڈ کوک صاحب فرماتے ہیں کہ آدمی کا اپنا مکان اس کے نزدیک شاہی محل ہے۔ اپنے ہی گھر میں تم راجہ ہو کوئی شخص سوائے سرکاری افسر کے تمہارے مکان میں بغیر تمہاری اجازت کے داخل نہیں ہو سکتا ہے کوئی مکاندار گردوں میں ماہ بماہ چکر نہیں لگا سکتا ہے۔ کوئی نیا مالک مکان گھر سے نکالنے کی اطلاع نہیں دے سکتا ہے کوئی اجنبی اگر یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے سنا ہے کہ یہ مکان کرایہ پر یا فروخت کرنے کے لئے رکھا ہے اور میں اس کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ ایک جھونپڑا جو تمہارا ہے اس محل سے جو تمہارا نہیں بہتر ہے گولڈ سمتھ صاحب فرماتے ہیں ؛

نظم کا ترجمہ۔ تمام محنتوں سے فارغ ہو کر وہ رات کو واپس آتا اور اپنے جھونپڑے میں مثل بادشاہ کے آرام سے بیٹھتا ہے اور اپنی خوشگوار آگ کے پاس مسکراتا اور چاروں طرف اپنے بچوں کے چہروں کو جو آگ کی روشنی میں چمکتے ہیں دیکھتا ہے جبکہ اس کی پیاری بیوی اپنے ذخیرے پر فخر کر کے اپنے صاف قاب کو میز پر لگاتی ہے۔

(۵) اس سے تم ایک بہتر پلیس بن سکتے ہو۔

عوام الناس اور مجرم عموماً آوارہ گرد اور بے سرو سامان جماعتوں سے نکلتے ہیں جب کوئی شخص حقیقی میراث کا مالک ہو جاتا ہے تو وہ عمدہ قوانین دیانت دار منصفوں واجبی خراجوں عمدہ مدرسوں عام ترقیوں اور اور ایسی باتوں کی طرف زیادہ دلچسپی ظاہر کرنے لگتا ہے جن سے اسکی ملکیت زیادہ محفوظ اور قدر کے لائق ہو جاوے اس کا شوق امن کو قائم رکھنے اور قوانین کی پوری تعمیل کرنے کی طرف رجوع ہوتا ہے اور اس طرح سے وہ ایک محافظ بنجاتا ہے ؛

جناب اڈیٹر صاحب تسلیم

مفصلہ ذیل چند سطور اپنے اخبار گوہر بار میں درج فرما کر مشکور فرماویں۔

ایک خاص جلسہ معززین اہل ہنود و مسلمانان بٹالہ کا میونسپل بورڈ اسکول بٹالہ میں بدیں غرض منعقد ہوا کہ بیادگار تشریف آوری ہند حضور پرنس آف ویلز و جنابہ پرنسس آف ویلز صاحبہ بورڈ مڈل سکول بٹالہ کو انٹرنس تک ترقی دیجاوے۔ چنانچہ بالاتفاق رائے تجویز منظور ہو گئی اور قرار پایا کہ اسی وقت فہرست چندہ کھولی جاوے۔ چنانچہ سب سے اول اور سب سے بڑھکر بطور چندہ سردار نیا سنگھ صاحب آہلو والیہ مالک کارخانہ سرمہ میرو نے مبلغ پانچصد روپیہ کی رقم دی جو ہمیشہ رفاہ عام کے کاموں میں دلچسپی لیتے ہیں اور روپیہ سے مدد کرتے ہیں۔ چنانچہ تین ہی سال کا عرصہ گذرا ہے کہ انہوں نے شہر کی ضرورت کو محسوس کر کے ایک ہسپتال کی عمارت قیمتی دس ہزار روپیہ و ایک ہزار روپیہ کا نقد و سامان ہمراہ میونسپلٹی بٹالہ کو دیکر ہسپتال کی درمیان شہر کے بنیاد ڈالی تھی جس کے فیض سے اہل بٹالہ فیضیاب ہو کر سردار صاحب موصوف کو دعائے خیر سے یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ خان بہادر میاں غلام فرید خان صاحب آنریری مجسٹریٹ نے مبلغ دو صد پچاس روپیہ و میاں حسین بخش صاحب ریٹائرڈ ڈاکٹر اسسٹنٹ کمشنر نے مبلغ دو صد روپیہ و لالہ نہال چند صاحب اگروال رئیس بٹالہ نے مبلغ یکصد روپیہ چندہ دیا و دیگر معززین شہر نے بھی حسب حیثیت چندہ دیا اور جلسہ برخاست ہوا۔ ہم تمام سردار صاحب موصوف و دیگر رؤسائے شہر کو جو نیک کاموں میں مدد لیتے ہیں سلامت رکھے۔ آپکا نیاز مند امر ناتھ پال از بٹالہ ؛

مُبشّرِ انجیل کا وعظ

(۱) برادرا مسیح پاس آئیگا کب ؟
اُسے حال اپنا سنائیگا کب ؟
(۲) ترے دل کے در پہ کھڑا ہے مسیح۔
اُسے دل کے اندر بلائیگا کب ؟
(۳) گنوایا جو یہ وقت اب ہاتھ سے
شفا مرض عصیاں سے پائیگا کب ؟
(۴) حقیقت میں جو رہبر دین ہے
اُسے اپنا مرشد بنائیگا کب ؟
(۵) بڑا بھول میں ہے خبردار ہو۔
خودی کو تو اپنی مٹائیگا کب ؟
(۶) اگر خواب غفلت میں سوتا رہا۔
"گیا وقت پھر ہاتھ آئیگا کب" ؟
(۷) ہے یہ عرض عاکف بتا بھائی تو۔
فقط دل مسیح سے لگائیگا کب ؟

الملتمس ڈاکٹر ایچ۔ بی۔ فرینکلن از شہر سیالکوٹ۔

التماس ضروری

عرصہ دراز سے ایک مسیحی بھائی مسمی جو ڈاونسن کا پتہ نہیں ملتا۔ پہلے وہ سی۔ ٹی۔ ہائی سکول سیالکوٹ میں جناب ڈاکٹر آر سٹوارٹ صاحب منیجر سکول ہذا کے ماتحت کام کرتا تھا لیکن اب پتہ نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ زندہ ہے یا نہیں۔ اگر کسی بھائی

کو معلوم ہو کہ۔ وہ کہاں ہے مرگیا ہے یا زندہ ہے۔ اور کیا کام کرتا ہے تو بذریعہ نور افشاں مجھ کو اطلاع دیوے۔ بہت مشکور ہونگا۔ تابعدار۔ جی۔ ایچ۔ الفرڈ۔ جہلم ؛

مرزا غلام احمد قادیانی کی کشتی نُوح

امید ہے کہ ناظرین مرزا قادیانی کی کشتی نوح سے واقف ہونگے یہہ کتاب مطبوعہ ۵۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء مرزا صاحب کے اپنے ہاتھ کی تصنیف ہے اس کتاب سے بڑی سڑی ہوئی بو آتی ہے۔ اگرچہ کتاب مذکورہ ۷۰ صفحہ کی کتاب ہے مگر پڑھنے والا مشکل سے اس کو عبور کرتا ہے۔ جب تھوڑی سی عبارت پڑھی تو سخت سٹراند آئی اور جھٹ بالا طاق رکھکر تعجب کے عالم میں آگیا اور دل میں غصہ کی آگ بھڑک اٹھی اور چاہا کہ کتاب جلائی جائے پھر سوچا کہ کاغذ اور سیاہی کا کیا قصور تصور صرف مصنف ہی کا ہے۔

یہہ کتاب قادیانی مذہب کی کشتی ہے گویا مصنف نے پلیگ سے محفوظ رکھنے کو یہہ کشتی ایجاد کی ہے مگر افسوس ہے کہ کشتی کا سامان سارا گھاس پھوس کا ہے۔ جو طوفان سے پیشتر ہی منہدم ہو گیا ؛

کتاب کے شروع میں مرزا جی بیماری طاعون کا ذکر کرتے ہیں اور گورنمنٹ عالیہ کے ٹیکہ طاعون کی بڑی تعریف کرتے ہیں گویا سرکار کو جتانا چاہتے ہیں کہ میں آپکا کتنا خیر خواہ ہوں (حالانکہ باطن میں جتنے خیر خواہ ہیں سب لوگ جانتے ہیں) صفحہ ۲ میں بڑے گمان سے لکھتے ہیں کہ میرے منجانب اللہ ہونے کا یہہ نشان ہے کہ میرے گھر کی چاردیواری کے اندر کے رہنے والے مخلص لوگ اس بیماری کی موت سے محفوظ رہینگے اور میرا تمام سلسلہ پلیگ کی بیماری سے بچا رہیگا۔ مگر حضرت جی میں پوچھتا ہوں کہ اور مریضوں کا ذکر تو درکنار پہلے البدر کے ایڈیٹر مرحوم کی بیماری کا حال تو بتایئے آپکا پکا مرید تھا جس کی بیماری کا ذکر آریہ اخبار میں کسی قادیانی نامہ نگار مسمی سومراج نے کیا اور جس کی نقل نور افشاں میں بھی شائع ہوئی واہ آپ کی پیشگوئی دل ہی میں تو خود شرمندہ ہوئے ہونگے پھر صفحہ ۵ کے حاشیہ میں یہہ تحریر کرتے ہیں کہ میں سچا ہوں کیونکہ بائبل میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کی آمد کے وقت پہلے مری پڑیگی جس سے طاعون مراد ہے ہاں بے شک مگر آپ نے اس بات کا ذکر کیوں چھوڑ دیا کہ جھوٹے نبی اور مسیحان کاذب کا ظہور بھی ساتھ ہی ہو گا اور آپ ان میں سے ایک صاحب ہیں اور وقت آتا ہے کہ یسوع اپنے نور کی تجلی اور اپنے منہ کے دم سے تجھے ہلاک کریگا۔ خدا اپنے بندوں کو آپ سے محفوظ رکھے پھر کچھ آتھم مرحوم کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ پیشگوئی کے مطابق اس لئے نہ مرا کہ وہ دل سے مسلمان یعنی محمدی ہو گیا حالانکہ ڈپٹی آتھم صاحب بہادر نے اخباروں اور اشتہاروں میں شائع کر دیا کہ میں سچا مسیحی ہوں۔ اور جب لوگوں نے الٹا ڈانٹا تو بجائے شرمندگی کے یہہ کہنا شروع کیا کہ میں نے کہا تھا کہ وہ مجھ سے پہلے مریگا سو وہ مجھ سے پہلے مرا (واہ تیری حکمتیں) ؛

پھر صفحہ ۸ میں اپنے منہ ہی سے میاں مٹھو بن گئے کہ میری پیشگوئیوں کی نظیر سوائے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی پیغمبر سابقہ میں نہیں ملتی۔ گویا ان کے نزدیک محمد صاحب بھی بڑے پیش بین تھے جو ہر بات میں لفظ شاید استعمال کرتے تھے آجتک آنحضرت کی پیشگوئی تو کوئی پایہ ثبوت کو نہ پہنچی پھر آپ کی باتیں کیوں نہ ہوا کی حیران ہوں مگر افسوس ہے کہ اس جگہ مرزا جی نے انبیاء بنی اسرائیل کی بڑی ہتک کی ہے کہ ان کی پیشگوئیوں کو اپنے سے کم قدر خیال کر کے اپنے کو ان سے بڑا بنایا حالانکہ انبیاء بنی اسرائیل کی پیشگوئیں بڑی زور آور اور ہر بات میں سچی تھیں جن جن شہروں اور ملکوں کے برخلاف انہوں نے نبوتیں کیں وہ سب اپنے وقتوں میں پوری ہوئیں مثلاً اصور۔ بابل۔ نینوہ۔ یہودیہ مصر اور عرب وغیرہ کی نسبت جو باتیں ان کی زبان مبارک سے نکلیں وہ سب تواریخ سے ثابت ہوتی ہیں ؛

پس ان کے حق میں برا بھلا کہنے والا نہ دنیا میں نیک نام ہوتا ہے اور نہ عاقبت میں اس کا کوئی حامی ہو گا اور پھر آگے چلکر صفحہ ۹ میں اسلام کی خوب گت بنائی مثلاً ندوۃ العلماء اور انجمن حمایت اسلام لاہور کو سچائی کے پکے دشمن اور اسلام کے بدخواہ اور صراط المستقیم سے گمراہ بیان کیا ہے ہم اسلام کو مبارکبادی دیتے ہیں کہ واہ تمہارا مہدی مسعود جو اسلام کی مرمت کو آیا اگلوں کی کیسی گت گھڑی اٹھویں صفحہ پر مرزا صاحب آدم ثانی بن گئے کیونکہ مسیح کی نسبت دلمیں بڑی دشمنی ہے قرآن میں مسیح ابن مریم کو آدم ثانی قرار دیا گیا جیسا لکھا ہے عیسیٰ خدا کے نزدیک آدم کی مثال ہے (آل عمران ۵۲ آیت) یعنی جیسا آدم بے پدر پیدا ہوئے ویسا مسیح بے پدر آدم اول کی مثال خدائے مجسم ہوا۔ پولوس رسول بھی رومیوں کے خط میں آدم اور مسیح کا مقابلہ کرتا ہے دیکھو فصل ۵ ؛

مگر مرزا کو نہ آگے کی سوجھتی ہے نہ پیچھے کی جو دل میں آگیا جھٹ لکھ مارا جب جی چاہا احمد بن گیا اور آیت اسمہ احمد قرآن سے اپنے لئے نکالی اور صورت صف رکوع اول کی تشریح لکھنے بیٹھ گئے ؛

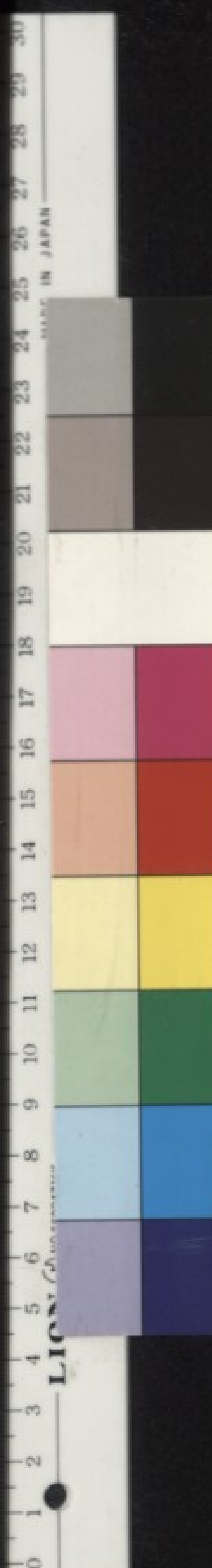
یہہ سب خیالات مجنونانہ ہیں۔ امید ہے کہ کشتی نوح کی عبارت کسی دن مرزا صاحب واپس لینگے کیونکہ ایسی کشتی سے بنی آدم کا بھلا نہیں ہے ؛ راقم پرونی الواعظ

مکالمہ بر اظہار حق

مسیحی ۔ قادیانی عقیدہ کے پیرو بھی محمدی ہیں؟

محمدی ۔ نہیں صاحب وہ مرزائی ہیں ایسوں کو محمدی کون کہتا ہے۔ وہ لوگ تو محمدیت کے مخالف ہیں۔

مرزائی ۔ ہم مرزائی نہیں ہمارا نام احمدی ہے یعنی احمد



کے پیرو۔

مسیحی۔ کس احمد کے؟ محمد عربی کے یا مرزا غلام احمد قادیانی کے؟

مرزائی۔ ہمارا ایمان تو محمد صاحب پر ہے اور ہم اسی کے شریعت کے پابند ہیں۔ پر مرزا صاحب ہمارا امام مسیح موعود ہے اور ان کا اسم شریف غلام احمد ہے اس لئے ہم احمدی کہلاتے ہیں۔

مسیحی۔ تب آپ کا نام غلامی ہونا چاہیے۔ کیونکہ مرزا جی کا نام تو غلام ہے وہ بھی احمد کا پس وہ تو احمد کا غلام ہو اور آپ غلام کے غلام ہیں کیا خوب آزادی محال ہے۔

محمدی۔ اس بات کو ہی جانے دو کوئی اور مسئلہ بیان کرو۔

مرزائی۔ عیسائی بیچارے کیا مسئلہ کر سکتے ہیں کہ وہ انسان کو خدا سمجھتے ہیں یہہ تو ہیں ہی دجال کیونکہ دجال کوئی شخص نہیں بلکہ عیسائی سے مراد ہے۔

مسیحی۔ صاحب دجال تو مخالف مسیح ہو جو مسیح کی موت اور قیامت اور صعود اور تعلیم مثلاً کفارہ اور تثلیث اور مسیح مجسم کی مخالفت کرے۔ دوئم مرزا صاحب قادیانی نے مسیح کی مخالف ہو کر حد سے زیادہ زور لگایا کہ صلیبی ایمان کو مٹادیں جو محال امر ہے پس ...... ہیں

غور طلب

اور جو کوئی روح یسوع کا اقرار نہ کرے وہ خدا کی طرف سے نہیں یہہ مخالفِ مسیح (دجال) کی روح ہے یوحنا ۴ : ۳

راقم بوٹا مل واعظ نالوالہ

فہرست انعامات مشن سکول

کرکٹ بال پھینکنا مشن سکول انعام درجہ دوم		ہرڈل ریس مشن سکول انعام درجہ اول	
ہائی جمپ " "	دوم	ہائی ہرڈل ریس " "	اول
لانگ جمپ " "	اول	رسہ کشی میں گورنمنٹ سکول کے طلبہ کا مقابلہ پیچھے ... کی شتابی میں ہمارے طلبہ شریک نہ ہو سکے کیونکہ ضلع کی فہرست طیار ہونے سے پہلے ہمارے طلبہ کے نام دفتر ضلع میں [illegible]	
۱۰۰ گز کی دوڑ " "	دوم		
نصف میل کی دوڑ " "	اول		
ایک میل کی دوڑ " "	اول		

مہلت اور زندگی کی حد ہے

اس کا ہرگز یہہ مطلب نہیں کہ خدا کے صبر کی حد ہے۔ خدا کی محبت اور صبر ہمیشہ اس کے ساتھ رہیگا خواہ ہماری اور ہم ہوں یا نہ ہوں۔ لیکن ہماری مہلت اور زندگی کی حد ہے۔ پیدائش کے دن سے لیکر نیک و بد میں امتیاز کرنیکے دن تک ایک حد ہو۔ اور نیک و بد میں امتیاز کرنے کے دن سے لیکر موت کے دن تک دوسری حد ہے۔ اس سے زیادہ عرصہ ہمکو درکار نہیں ہے۔ اور ہمکو دیا بھی نہیں گیا۔ یہہ ایک نہایت بڑا زمانہ ہے۔ اور قیمتی وقت ہے۔ اسی وقت میں ہمنے زندگی اور مہلت سے نفع اٹھانا ہے۔ اے لوگو وقت نفع ایک لوٹ ہو۔ تم اور ہم جنکو خدا نے مہلت اور زندگی دی ہے اٹھو۔ اور نفع کے حصول میں مصروف ہو۔ ورنہ وہ وقت آتا ہے کہ پھر یہہ زمانہ نہ ہو گا

بہت لوگ کہتے ہیں کہ موت کے بعد پھر ہمکو مہلت ملیگی اور ہمکو پھر انسانی یا حیوانی زندگی حاصل ہوگی۔ ہمکو دوسری یا تیسری دفعہ نفع اٹھانیکا موقع ہوگا۔ میں کہتا ہوں کہ جو شخص موجودہ زندگی میں ہمہ تن مصروف ہوکر اور وقت کو غنیمت جانکر نفع اٹھائیگے اس لئے درپے نہیں ہوتا ہے ایسے سست الوجود کو اگر خدا کروڑ دفعہ مہلت دیوے تو بھی لاحاصل ہوگی۔ جو موجودہ زندگی کی قدر نہیں کرتا وہ ہر ایک آنے والی زندگی کو حقیر جانتا ہو۔ پس یہی زندگی مہلت ہو وہ ہماری مہلت اور زندگی میں الہٰی مطالبوں کا زمانہ۔ والدین اپنے بچے سے تب تک مطالبہ نہیں کرتے جب تک کہ اسے نیک و بد کا امتیاز نہ ہو جائے۔ اور الہٰی روح بھی اسی وقت مطالبہ کرنا شروع کرتی ہے جبکہ بشر امتیاز نیک و بد کا حاصل کر لیوے۔

اب ہم اسی زمانہ اور وقت میں سے گذر رہے ہیں جو زمانہ الہٰی مطالبوں کی تکمیل کا ہو۔ اب وقت آگیا ہے کہ وہ باپ جس نے ہمکو محبت کے جھولے میں پالا اور جس نے ہماری زندگی کو درازی بخشی ہمسے کچھ طلب فرمائے۔ اس کا ہمپر حق ہے۔ اس کے ہم پر احسان ہوئے ہیں۔ ہم نے اس کی محبت اور صبر کے پھل کھائے اور پئے ہیں اور توانا ہوگئے ہیں۔ اب وقت ہو کہ ہم اپنے باپ کی ہر ایک بات کو سنیں اور مانیں۔ خدا پرستی اور خدا ترسی اسی کا نام ہو کہ ہم دل و جان سے اسکی عزت و بزرگی کا پاس رکھیں اور جو وہ ہمسے طلب فرمائے اسے بجا لائیں۔ اگر آپ تیار ہیں تو میں باپ کی چند باتیں آپ کو سناتا ہوں جو وہ ہمسے طلب کرتا ہے۔ وہ چند ایک یہہ ہیں ؛ (پادری غلام مسیح از دہرہ دون)

جناب اڈیٹر اخبار نور افشان زاد عنایتہ

تسلیم کسی واقعہ نگار نے اخبار ٹریبیون مورخہ ماہ حال میں دسمبر گذشتہ کے ٹورنے منٹ ضلع کی بابت صرف اس قدر لکھ دیا ہو کہ سی بی ہائی سکول کرکٹ میں جیت گیا اور باقی بہت سے انعام گورنمنٹ سکول کے طلبا لے گئے جس سے بظاہر یہہ سمجھا جا سکتا ہو کہ ہمارے شہر کا سکول یا تو کھیل میں شامل ہی نہ تھا یا سب سے پیچھے رہا ہے۔ حالانکہ یہہ دونو باتیں غلط ہیں۔ ہمارا سکول شامل تھا اور مجموعی حالت میں نہایت عمدہ رہا ہے۔ نامہ نگار اگر کوئی اجنبی شخص ہے اور اس نے جس قدر کسی سے سنا لکھدیا تو چنداں افسوس نہیں۔ لیکن اگر نامہ نگار کوئی شخص واقف کار ہے اور شریک جلسہ بھی تھا تو سخت افسوس ہے کہ واقعہ کو ایسے الفاظ میں لکھکر ناظرین اخبار کو دھوکا دیا۔ شہر کے لوگ تو اصل حال خوب جانتے ہیں معلوم نہیں کہ نامہ نگار نے پورے حال کو چھپانے میں اپنا کیا فائدہ سمجھا۔ نامہ نگار اگر لدھیانہ کا رہنے والا ہے تو اہل شہر سے تو اسے شرم آنی چاہیے تھی کہ عام لوگ کیا کہیں گے جنہوں نے بچشم خود سب کچھ دیکھا ہو؟

ناظرین اخبار کی غلط فہمی رفع کرنے کے لئے فرد انعامات کا خلاصہ ذیل میں درج ہو جس سے ظاہر ہو جاویگا کہ کل دس

کھیلوں میں ہمارے طلبہ آٹھ انعام لیگئے پانچ انعام درجہ اول کے اور تین درجہ دوم کے۔ براہ مہربانی اس تحریر کو اپنے اخبار کے ایک گوشہ میں جگہ دیکر ممنون فرمائینگے ٭

الکاف

آر آر دھاٹ ہیڈ ماسٹر مشن سکول لودیانہ

فہرست انعامات مشن سکول صفحہ ۷ کالم پہلے کے نیچے لکھی ہوئی ہے

معرفت الٰہی ۳

جسمیں حکمت اور معرفت کے خزانے چھپے ہیں۔ قلسی ۲/۳

رسول المسیح کی نسبت مرقوم ہے کہ وہ خدا کی حکمت اور قدرت ہے۔ مگر متن کی آیت میں اُس پردہ کا اظہار جس پردہ میں حکمت اور معرفت کے خزانے چھپے ہوئے تھے۔ یعنی ابن آدم یا ابن مریم کا پردہ۔ جس کے وسیلے الٰہی حکمت اور الٰہی معرفت کا دریا اُمڈا۔ اس ابن مریم میں معرفت۔ حکمت اور قدرت اس قدر بھری ہے۔ کہ یہہ پردہ ان خزائن کا ظرف مکان ہوگیا جیسا کہ یسعیاہ ۱۱/۲ میں مرقوم ہے۔ کہ خداوند کی روح اس پر ٹھیریگی حکمت اور خرد کی روح۔ مصلحت اور قدرت کی روح۔ معرفت اور خداوند کے خوف کی روح ٭

عموماً لوگ حکمت اور معرفت کے معنے یکساں بتایا کرتے ہیں۔ مگر علم الٰہی میں ان دونوں کے درمیان خاص تمیز ہے۔ الف۔ حکمت یعنے علم۔ دانش۔ اور جاننا ہے۔ ب۔ معرفت علم سے کسی شے یا کسی ہستی کی پہچان حاصل کرنا۔ جسکو خدا کی نسبت معرفت یا عرفان الٰہی کہتے ہیں۔ حکمت کے معنے متی ۱۱/۲۷ میں یوں مرقوم ہیں۔ کوئی بیٹے کو نہیں جانتا مگر باپ۔ اور کوئی باپ کو نہیں جانتا۔ مگر بیٹا۔ اور وہ جسپر بیٹا اُسے ظاہر کیا چاہے۔ یعنے حکمت وہ علم و دانائی ہے۔ کہ جس سے انسان خدا کو جان سکتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم اس کو یوں بیان کرینگے۔ کہ حکمت۔ خدا کی ہستی کا اقرار کرنا یا اسے جاننا علم کے ساتھہ جیسے سائنس میں علم کیمیا۔ مثلاً پانی۔ جسکو تمام آدمی جانتے ہیں۔ مگر اس کا علم سبکو نہیں۔ سب اسکو استعمال کرتے ہیں۔ مگر اسکی حقیقت سے واقف نہیں جب اُس کا علم انسان حاصل کرتا ہے تب معلوم ہوتا ہے۔ کہ پانی دو ہواؤں کا مرکب ہے کیمیائی طاقت سے پانی اڑا دیا جاتا ہے۔ کوئلہ سب جانتے ہیں کہ یہہ ایک معدنی چیز ہے مگر یہہ نہیں جانتے کہ ہیرا اور کوئلہ ایک ہی شے ہے۔ ان باتوں کا پتہ علم سے لگتا ہے۔ اسی طرح خدا کی ہستی کے قائل تو تمام اہل اللہ ہیں۔ مگر اس کا علم نہیں رکھتے۔ ذات باری کا علم اُس حقیقی حکمت کی قبولیت سے حاصل ہوتا ہے جسمیں حکمت اور معرفت کے خزانے چھپے ہیں۔ یہہ روحانی سائنس ہے۔ جس کے بغیر الٰہیات کا تجربہ نہیں ہو سکتا۔ جبکہ اس عالم کا تجربہ خود مسیح کی زندگی سے کرتے ہیں۔ تب معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔

محمدی صوفیائے اکرام میں جو معرفت کے معنے لگائے گئے ہیں۔ وہ ایسے اعلےٰ درجہ اور بلند پایہ کے ہیں۔ کہ وہاں تک انسان کی رسائی ناممکن ہے۔ کیونکہ بغیر نمونہ اور تجربہ کے انکا معراج صرف خیالات تک محدود رہتا ہے لیکن ٭

مسیحی صوفیائے اکرام کے درمیان یہہ حقیقت نہ صرف خیالات تک محدود رہتی۔ بلکہ تجربہ سے اس کی حقانیت بطور پر ثابت ہوتی ہے۔ اور انسان اس درجہ کو ایک حد تک اسی زندگی میں حاصل کرسکتا ہے۔ ابھی ہم آئینہ میں دھندلا دیکھتے ہیں۔ لیکن اسوقت روبرو دیکھینگے۔ کمال وصال میں ہے جو نکہ مسیح کو جاننا خدا کو جاننا ہے۔ اور ہمارا یہہ علم نہ صرف خیالی وہمی۔ اور روحانی ہی ہوتا ہے۔ بلکہ جسمانی حسات سے اُسے محسوس کرتے ہیں۔ جیسا کہ یوحنا رسول اپنے نامہ اول ۱/۱ میں تحریر فرماتا ہے۔ یہہ زندگی کا کلام (المسیح) جو ازل سے تھا جسے ہمنے سنا۔ اور اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور تاک رکھا۔ اور ہمارے ہاتھوں نے چھوا۔

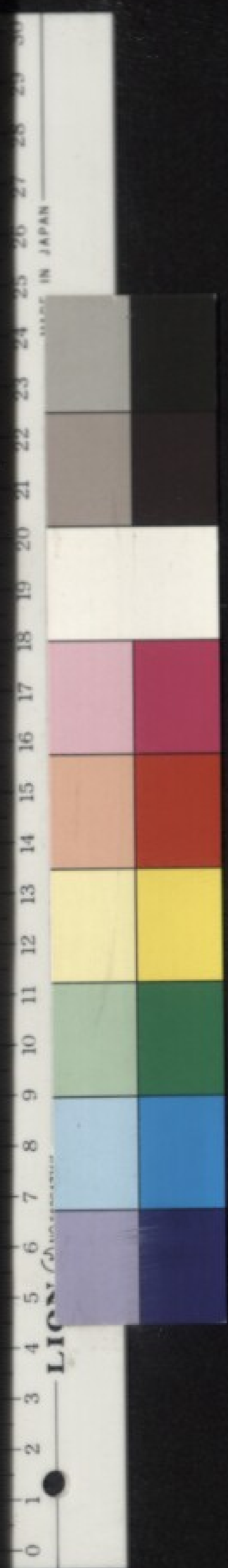
معرفت کا مدعا یہہ ہے کہ ایسا عرفان الٰہی حاصل ہو کہ ہم خدا کے ساتھہ ایک ہوجاویں جسکو اہل تصوف فنافی اللہ کہتے ہیں۔ معرفت کا یہہ مدعا بغیر مسیح کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بغیر مسیح کے ہم خدا میں شریک نہیں ہو سکتے۔ وہی حکمت و معرفت کا خزانہ ہے جو اسکو کہ حقہ پاتا خدا کو پاتا ہے۔ اہل تصوف معرفت کے تین درجے بیان کرتے ہیں۔ گویا معرفت کی سیڑھی کے ۳ زینے ہیں۔ ۱۔ علم الیقین ۲۔ عین الیقین ۳۔ حق الیقین۔ مگر محمدی صوفیوں میں ان تینوں حقیقتوں کا صاف ثبوت نہیں ملتا۔ الحق یہہ تینوں حقائق صرف المسیح ہی میں پایۂ ثبوت کو پہنچتے ہیں۔ اپنے بیان کو زیادہ واضح کرنے کے واسطے میں ان کو ایک علمی مثال سے بیان کرتا ہوں۔ پھر اسی طرح اسکو المسیح پر لگاکر دیکھینگے کہ روحانی سائنس کے مطابق الٰہی معرفت کا وہی زینہ ہے یا نہیں۔

الف علم الیقین۔ آگ کی مثال لو۔ جب ہم دور سے کسی جگہ دھنواں اٹھتے دیکھتے ہیں۔ تو وہاں ہمکو آگ کے ہونے کا یقین ہوتا ہے۔ یہہ آگ کی نسبت ہمارا علم الیقین ہوگا۔

ب عین الیقین۔ جب ہم دھوئیں کی جگہ پہنچ کر اپنی آنکھہ سے روشنی اور چمک دیکھ لیں۔ تو یہہ ہمارا آگ کی نسبت چشم دید واقعہ ہوگا۔ جسکو عین الیقین کہینگے۔ مگر یہہ دونوں باتیں مشتبہ صورت میں رہتی ہیں۔ ممکن ہے کہ جسکو ہمنے دھنواں سمجھا تھا۔ وہ گرد یا خاک ہو۔ شاید پھر آنکھہ نے دھوکا کھایا ہو۔ وہ روشنی جسکو ہمنے آگ کی روشنی سمجھا۔ وہ سورج کی کرن کسی شیشے پر پڑتی ہو حقیقت میں آگ نہ ہو۔ جبتک تیسرے تجربہ کا یقین ہمکو حاصل نہ ہو۔ پہلے دونوں لاحاصل ہیں۔ اور وہ ٭

ج حق الیقین ہے۔ دھنواں نکلتی جگہ میں جہاں روشنی تھی۔ ہمنے ہاتھہ ڈالا۔ اور ہمارا ہاتھہ جل گیا تب بلاشک و شبہ آگ کے ہونے کا یقین حق الیقین کے درجہ تک پہنچ گیا جب یقین اس درجہ تک پہنچتا ہے۔ تب اُسکو کسی طرح کی جنبش نہیں ہو سکتی۔ یہہ گویا روحانی سائنس کا اوسلہ ہو جاتا ہے ٭

اب ہم دیکھینگے کہ کیا اسی حد تک ہم کو المسیح میں الٰہی معرفت



حق الیقین کے درجہ تک حاصل ہو سکتی ہے ؛

اول علم الیقین خدا کی نسبت المسیح سے حاصل ہوتا ہے۔ مسیح کے عجیب دعوؤں کو دیکھکر۔ سنکر اور عجیب قدرتی اور معجزانہ کاموں کو معلوم کر کے الہی ذات کا گمان پیدا ہوتا ہے۔ جیسے آگ کا دھوئیں سے ؛

دوم مسیح کے قریب آکر۔ اُسپر ایمان لاکے۔ اُس کو حقیقی نور کی صورت میں دیکھ کر۔ اور اُس سے خدا کا حقیقی علم حاصل کر کے ہمارا الیقین عین الیقین کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔ جیسے آگ کا روشنی سے ؛

سوم۔ المسیح سے روح القدس حاصل کرنا۔ آگ کے بپتسمہ سے گناہوں کا جل جانا۔ اور اُس کے جلن کی تاثیر یا گرمی اپنے اندر پانا۔ اُس سے دعائیں کر کے جواب حاصل کرنا۔ اور اُسکی عبادت میں الہی سرور حاصل کرنا اُسمیں پایا جاتا ہے۔ جیسا وہ خود فرماتا ہے کہ میں تم میں اور تم مجھ میں۔ جس نے مجکو دیکھا۔ اُس نے خدا کو دیکھا اپنی روحانی حسات سے اُسکو ایسا محسوس کرنا۔ گویا اس میں غرق ہو گئے ہیں۔ رسول پولوس کی طرح کہ میں مر گیا اور مسیح مجھ میں زندہ ہو گیا۔ یوحنا رسول بھی فرماتا ہے کہ وہ جو خدا کے بیٹے پر ایمان لاتا ہے۔ وہ اپنے اندر گواہی رکھتا ہے الہی معرفت کا یہی وہ درجہ ہے جسکو حق الیقین کہتے ہیں یوں اور اس درجہ تک مسیح میں ہو کر ہم خدا میں فنا فی اللہ کے درجہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ رسول فرماتا ہے کہ تمہاری زندگی مسیح کے ساتھ خدا میں چھپی ہے۔ یوں مسیحی زندگی کے تجربہ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ تمام حکمت اور معرفت کے خزانے مسیح میں چھپے ہیں جس انسان نے ان خزانوں پر قبضہ کیا۔ الہی معرفت پر قبضہ کر لیا۔ اور جبکہ وہ اس میں روحانیت میں ترقی کرتا کرتا اس میں غرق ہوگا تب اُس میں بھی الہی صفات کا ظہور ہوگا جیسے کہ سوئی اگرچہ مقناطیس کی ذات نہیں۔ تاہم جبکہ وہ مقناطیس پر رگڑی جاتی ہے۔ تو اُس میں مقناطیس کی خاصیت پیدا ہوتی ہے اگرچہ وہ اپنی ذات میں لوہا ہی ہے۔ مگر دوسری سوئی کو مقناطیس کی طرح اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ اس کے مطابق مسیح میں خدا کی معرفت حاصل کرتا ہے۔ جو شخص مسیح کی صحبت میں رہکر مسیح کی صورت میں (مسیح تم میں صورت پکڑے) ڈھلتا جاتا ہے۔ وہی پوری الہی معرفت حاصل کرتا ہے۔ تب اُس میں الہی تاثیریں ظاہر ہوتی ہیں۔ مثلاً آمین۔ برکت۔ کلام میں تاثیر۔ اخلاقی دلیری۔ گناہ سے نفرت۔ پاکیزگی سے محبت۔ بلکہ وہ تمام صفات حسنہ جو ذات باری کا خاصہ ہیں۔ جنکا کمال المسیح میں ظاہر ہے مسیحی میں بھی اُن کا ظہور ہوگا۔ پھر وہ اپنا آپ بھول جائیگا اپنے آپ کو مردہ اور المسیح کو جو خدا کی صورت ہے۔ زندہ سمجھیگا۔ اس صورت میں اُس کا انا الحق کہنا جائز نہ ہوگا۔ مسیح کی صورت خدا کی صورت ہے۔ پس ہر ایک مسیحی خدا کی صورت ہو سکتا ہے۔ کیونکہ خدا نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ مسیح سے وہی صورت پھر بحال ہوتی ہے۔ یہی الہی معرفت کا اعلےٰ معراج ہے۔ یقیناً۔ یہہ حق الیقین کا درجہ ہر ایک مسیحی کو مسیح میں حاصل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ نہ صرف حکمت و معرفت کا خزانہ ہے۔ بلکہ خود ہی خدا کی حکمت قدرت اور صورت ہے۔ اور

الحق وہ خدا ہے۔ اُس کا فرمان ہے کہ جس نے مجھ کو دیکھا۔ اُس نے خدا کو دیکھا ؛ از خیالات واعظ

+ **حاشیہ** - منکرین مسیح ہکو یہہ درجہ کسی اور جگہ پر بتادیں ورنہ تجربہ سے مسیح میں اس درجہ کو حاصل کر کے دیکھ لیں۔

مظہر حق ابن حق ہے صورت انسان میں ؛
اس وہی علم الیقین عین الیقین پیدا ہوئے
اہ دلیل نفی ہے تجھ پاس کیا ملحد بتا ؛
جب دلیل اثبات کی حق الیقین پیدا ہوئے

ن - م - و

چینی لونڈی
بیچی گئی

چین کے جنوبی حصوں میں آبادی ایسی گنجان اور کثرت سے ہے کہ لوگوں کی پرورش کے لئے وہاں کی زمین میں کافی اناج پیدا نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ زمین کا ہر ایک قطعہ جو کاشت کرنے کے لائق ہے فصل کے لئے استعمال کیا جاتا ہے یہاں تک کہ پہاڑوں کے دامن میں بھی بیج بویا جاتا ہے اور ایک ہی کھیت میں سال کے اندر دو سے چار تک فصلیں پیدا کی جاتی ہیں تو بھی کافی خوراک کے میسر نہ ہونے کے سبب سے کئی غریب مر جاتے ہیں۔ بلکہ اچھی موسم میں بھی سنا گیا ہے کہ لوگ فاقہ سے مر گئے ہیں۔ یہہ سچ ہے کہ عموماً اناج تو ملسکتا ہے مگر بعض اوقات ایسا ہنگامہ ہو جاتا ہے کہ غریب لوگ خرید نہیں سکتے۔ اکثر خشک سالی ہو جاتی ہے اور کئی ماہ تک پانی کی ایک بوند نہیں برستی اس سبب سے ایک یا دو فصلیں برباد ہو جاتی ہیں اور قحط پڑ جاتا ہے اور لوگ فاقہ سے مرنے لگتے ہیں سینکڑوں اور ہزاروں تو اسواسطے مر جاتے ہیں کہ ان کے پاس اناج خریدنے کے لئے روپیہ نہیں ہوتا اور کبھی کبھی روپیہ موجود ہونے پر بھی اناج نہیں ملسکتا۔ اگر اچھی سڑکیں اور اناج لانے کے لئے گاڑیاں ہوتیں تو اُن اضلاع سے جہاں اناج کثرت پیدا ہوتا ہے لایا جا سکتا لیکن اچھی سڑکیں بہت کم ہیں اس لئے ایک ہی صوبہ جہاں قحط پڑتا ہے تکلیف اٹھاتا ہے حالانکہ اسی وقت دوسرے صوبوں میں اناج کثرت موجود ہوتا ہے ؛

تین برس کا عرصہ گذرا ہے کہ برسات کے موسم میں پانی بہت پڑا تھا اور گرمی کے موسم میں بھی وقتاً فوقتاً بارش ہوتی رہی جس کے باعث کنوئں اور دریاؤں میں کافی پانی موجود تھا لیکن جب لنگ سو کیونکہ اُس ننھی لڑکی کا یہہ نام رکھا گیا تھا قریباً چار برس کی ہوئی تو سخت درجہ کی خشک سالی ہوئی۔ موسم برسات ختم ہو گیا کنوؤں اور ندیوں کو بھرنے کے لئے

کافی پانی نہ برسا کسانوں نے وہاں کی پہلی فصل بو دی تھی اور نیم خشک کنوؤں اور دریاؤں سے ایک دو ہفتوں تک کھیتوں کی آبپاشی کرتے رہے مگر دن بدن کنوؤں اور ندیوں کا پانی گھٹتا جاتا تھا یہاں تک کہ آدھے کھیت بھی سینچے نہ جاتے تھے۔ کسانوں نے ان نالیوں کو جو کنوؤں اور ندیوں سے بہت دور تھیں بند کر دیا تاکہ نزدیک کے کھیت سینچے جا سکیں لیکن یہہ تدبیر بھی کچھ مفید نہ پڑی ؛

دریا ایک ایک کرکے خشک ہوگیا۔ کنوؤں کا پانی بھی سوکھ گیا۔ چونکہ وہاں کے کھیتوں کو روز بروز پانی نہ مل سکا اس لئے وہ جلدی خشک ہوگئے۔ وقت سے بہت عرصہ پیشتر وہاں کے کھیت خشک ہوگئے لیکن ان میں اناج نہیں تھا اور زمینداروں کو صرف پیال کو ہی کاٹنا پڑا۔ ہر روز لوگ بارش کی انتظار کرتے اور مندروں میں جا کر دیوتاؤں سے بارش کے لئے دعائیں کرتے تھے۔ سرکاری افسروں نے تمام ملک میں احکام جاری کئے کہ لوگ کسی جانور کو ذبح نہ کریں اور نہ کسی قسم کا گوشت کھاویں کیونکہ دیوتا جانوروں کی جان مارنے کے لئے لوگوں سے ناراض ہیں ؛

چونکہ بارش نہیں ہوئی تھی اس لئے نہ تو کوئی چیز بوئی گئی نہ زمینداروں کے لئے کھیتوں میں کوئی کام تھا۔ اس لئے بیچارے غریبوں کے پاس کوئی کام نہ تھا۔ چاولوں کا نرخ روز بروز بڑھتا گیا۔ تمام فصلیں خراب ہوگئیں اور ہر قسم کا اناج کمیاب اور گراں ہوگیا ؛

ایک روز لنگ سو کا باپ معمول سے زیادہ اداس اور افسوس کی حالت میں اپنے گھر واپس آیا اور کہا کہ بہت جلد ہمارے پاس کھانے کے لئے کچھ بھی نہیں رہیگا۔ میرا تمام روپیہ قریباً خرچ ہوچکا ہے۔ اور میں اور زیادہ کما نہیں سکتا اور کام بھی مل سکے تو بھی اناج کا دام اس قدر چڑھ گیا ہے کہ میں اس قدر نہیں کما سکتا کہ ہم پانچ آدمی فاقہ کشی سے بچ سکیں"۔ اس نے اس وقت لنگ سو کو فروخت کرنے کی نسبت کچھ نہیں کہا تھا کیونکہ اوروں کی طرح اس نے بھی اپنی ننھی بیٹی کو پیار کرنا سیکھ لیا تھا۔ لیکن جب وہ لڑکی گھر سے باہر چلی گئی تو کہنے لگا "ہمیں کوئی اور صورت نظر نہیں آتی۔ ضرور لنگ سو کو فروخت کرنا ہی پڑیگا" ؛

ماں نے اپنا غم چھپانے کے لئے منہ دوسری طرف پھیر کر کہا "آہ کیا میری ننھی ڈارلنگ پیاری کو فروخت کرنا پڑیگا ؟ مصیبت کے سبب سے چھوٹی لڑکی پہلے سے زیادہ پیاری اور عزیز معلوم ہونے لگی تھی ؛

آو۔ جس نے یہہ تمام باتیں سنی تھیں باپ کے پاس آیا اور اس کے چہرے کی طرف تاک کر کہنے لگا ؛

کیا آپ کا یہہ مقصد ہے کہ ہماری بہنی لنگ سو کو آپ فروخت کر دیں"۔

باپ نے کہا "میرے بیٹے ہمیں کچھ نہ کچھ ضرور کرنا پڑیگا۔ ورنہ ہم سب فاقہ سے مر جاوینگے"

چھوٹے بیٹے نے کہا "آپ کو اس کے بیچنے کی کیا ضرورت ہے" اس سے اس کا کیا حال ہوگا ؟ شاید ہم اسکو پھر کبھی نہ دیکھیں گے"۔

پیارے باپ ہماری چھوٹی بوا کو فروخت نہ کیجئے۔ ہماری تو وہی اکیلی بوا ہے۔ اگر آپ اسکو رکھ لینے دیں گے تو نینگ اور میں بہت کم خوراک کھاینگے۔ ہم دن بھر میں صرف ایک ہی دفعہ کھایا کریں گے"۔

باپ نے کہا "میرے بچے۔ بہت جلدی ہمارے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں رہیگا اور ہم سبکو بھوکھ سے مرنا پڑیگا۔ اگر ہم لنگ سو کو بیچ ڈالیں گے تو وہاں اسکی پرورش ہوگی اور جتنی بھی ہیگی اور اس روپے سے ہم بھی اناج خرید لیں گے اور زندہ رہیں گے" ؛

لڑکے نے کہا "ابا۔ اگر کسی کو بیچنا ہی ضروری ہے تو مجھے بیچ دیجئے۔ میں لنگ سو سے بڑا ہوں اور میرا دام بھی زیادہ چڑھے گا۔ علاوہ ازیں اس کی خوراک میں میری نسبت کم خرچ ہوگا ؛

اینا۔ پی۔ ٹومی

والدین اور بچوں کا کھیل

مورخہ ۵ جنوری ۱۹۰۹ء کو سکاچ مشن مڈل سکول ٹیم اور سٹی کلب (جس میں شہر کے معزز عہدہ دار رئیس ولا اعتبار شامل تھے) کے درمیان کرکٹ میچ ہوا۔ میچ ½۲ بجے شروع ہوا۔ پہلے سٹی کلب کے بزرگ کھیلے اور ۸۸ رنز ہوئیں۔ پھر ٹیم کھیلی اور اس کی ۹۶ رنز ہوئیں اور ۴ وکٹ باقی رہ گئیں چونکہ زیادہ شام ہوگئی تھی اس لئے میچ ڈران کر دیا گیا۔ دوسرے دن میچ دو بجے شروع ہوا اور ٹیم کی کل رنز ۱۰۷ ہوئیں پھر اس کے بعد سٹی کلب کھیلی اور انہوں نے ۳۸ رنز کیں یعنی ۱۵۔ بعد اس کے ٹیم کھیلی اور اس نے ۴۳ رنز کیں باوجودیکہ چوبیس زیادہ کیں اسدفعہ لڑکے زیادہ کھیلتے لیکن امپیر ڈاکٹر نیوٹن صاحب کے بازنے ایسا رعب ڈالدیا تھا کہ ان کے بیٹ جم نہ سکے۔ راقم آزادہ ہوں اور میرا مکسی صلح کل ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے ؛ ڈبلیو۔ اسٹیفن جلال پور جٹاں

رسید زر

پادری جے۔ نیلن واسطے ریڈنگ روم سوگر	۴ر
ڈاکٹر برخوردار خان چمبہ	۴ر
مس ایم۔ وائلی لاہور	۴ر
مسٹر نظام الدین خان ملتان	۸ر
پادری آر۔ شیورٹ واسطے تھیالوجیکل سیمنری	۴ر
قاضی خیر الدین نوشہرہ	۴ر
کے بی بھٹاچارجی انسپکٹر پوسٹ آفس۔ راجگڈھ	۸ر
جے ہیٹن اسکوائر	۱۲ر
مستری ہیراج کلارک آباد	۴ر
پادری ای گریوز واسطے سیکرٹری لنڈن مشن بنارس	۴ر
مسٹر مسیح داس۔ راجہ سانسی	۴ر
مسٹر جے۔ سی۔ رود۔ سیوان	۴ر



ضرورت

امرتسر مشنل ڈسپنسری کے برانچ ہسپتال کے لئے ایک تجربہ کار ہاسپٹل اسسٹنٹ کی ضرورت ہی جبکی کو بیچ دیجاوینگی۔ تنخواہ ۱۵ روپیہ ماہوار اور مکان رہائش مفت زیادہ لیاقت والے کو اور جس کے پاس سفارشی سندیں ہونگی با ضمانت کی ضرورت ہو۔ تنخواہ زیادہ دیجائیگی۔ مفصل حالات خط وکتابت کے ذریعہ سے دریافت کرو ؛

ڈاکٹر۔ الیف ۔ ملاہر۔ امرتسر مشنل ڈسپنسری امرتسر۔

ضرورت

چند ایک انگلش کلارکوں کی ضرورت ہی۔ کام کاپی کرنا انٹرنیس پاس کو ۱۶ روپیہ تنخواہ ملیگی اور انٹرنیس فیل کو ۱۲ روپیہ ماہوار امیدوار پروٹسٹنٹ عیسائی ہونے چاہئیں ؛

المشتہر

لبھا رام سنگھ چیف منیجر اینڈ پروپرائیٹر دی چرچ ورکس اینڈ سپورٹس ورکس شہر سیالکوٹ

ضرورت

پنجاب کے ہندوستانی امیدواروں کے لئے لیک میموریل کے متعلق بائیبل کا امتحان اِس امتحان میں ۲۲ برس کی عمر کے اندر کے طلبا داخل ہوسکتے ہیں تمام پاس شدہ طلبا کو مبلغ ایک سو پچاس روپیہ انعام اور خوبصورت سرٹیفکیٹ دیئے جائینگے مضامین اور دیگر امور متعلقہ امتحان دریافت کرنے کے لئے جو ۱۹۱۰ء کی جولائی میں منعقد ہوگا ذیل کے پتہ پر خط وکتابت کریں ؛

پادری ایم ۔ ای ۔ وگرم پشاور

پریسبیٹیرین بیواؤں ویتیموں کا فنڈ

اطلاع دیجاتی ہے

کہ پریسبیٹیرین بیواؤں ویتیموں کے فنڈ کی حالت نہایت عمدہ وترقی پذیر ہے تجربہ کار صاحبان کی طرف سے اس بات پر حکمتانہ شہادت ہے ستاون برس کے اندر اس فنڈ نے قریبًا ستر ہزار روپیہ خرچ کرکے پنشن دے دیا ہے اور اس وقت سرکاری نوٹ کے ذریعہ سے قریبًا بیالیس ہزار روپیہ پونجی رکھا ہوا ہے کوئی اور پنشن فنڈ ایسے سستے طور پر بیمہ نہیں دیتا ہے اس میں ہند کا ہر ایک مسیحی اپنی بیوی بچوں کے لئے پنشن کی تجویز کرسکتا ہے جس کسی کو چاہئے منیجنگ ڈائرکٹر صاحب خوشی سے اس فنڈ کی بابت پوری خبر دینگے ؛

درخواست کیجاتی ہے کہ جو صاحب اس فنڈ میں شریک ہوں اُن دوستوں کے نام اور پتہ جنکو وہ اس فنڈ میں شریک کرانا چاہتے ہیں ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجیں ؛

المشتہر

پادری والٹر جے کلارک منیجنگ ڈائرکٹر

نولکھا لاہور

دستور العمل نورافشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ معہ ضمیمہ گا

قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک 　گا　 ،، ہعے

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی ؛

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	گا	ہعے	ے
چوتھائی کالم	ہعے	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	ہعہ
پورا کالم	عہ	ہعہ	ہہ
پورا صفحہ	ہہ	صہ	لعہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲؍ مابعد کے لئے ۱؍ فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا ؛

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویر دار سنڈے سکول بلا محصول عہ

،، 　،، 　،، 　،، 　،، 　معہ محصول عہ

،، سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

ربڑ کے تازے سستے اعلےٰ درجے کے چھاپے

(۱) فیورٹ ربڑ پرنٹنگ آؤٹ فٹ نمبر ۳ معہ کل سامان قیمت عہ

(۲) فیورٹ ،، ،، ،، ،، نمبر ۲ ،، ،، ،، ،، گا

(۳) آفس ،، ،، ،، ،، معہ سلف انکنگ سٹامپ کل سامان لعہ

(۴) تاریخ چھاپنے کی مشین کلان ورزنی عرصہ دراز تک کام آویگی عہ

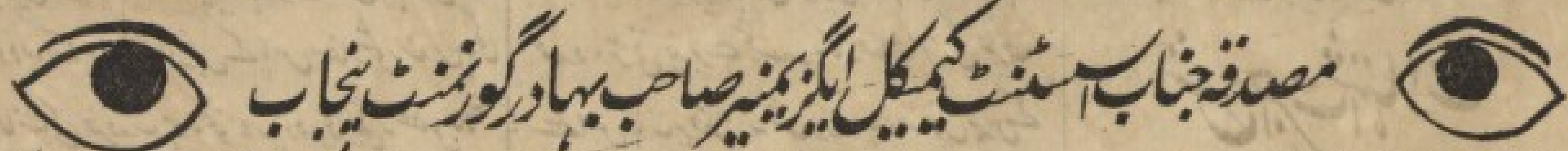
(۵) تاریخ ،، ،، ،، ،، دس سال تک کام آئیگی عہ

(۶) نمبر لگانے والی مشین دس لاکھ چھاپتی ہے قیمت گا

(۷) سٹنسل ڈیزائن جس سے نوٹس نوڈ سائن بورڈ سنڈے سکول کی تصویروں کے ہیڈنگ نفاست سے چھپ سکتے ہیں معہ گدی سیاہی برش وغیرہ گا

سلیم اللہ خان اینڈ کمپنی ربڑ سٹمپس مینو فیکچررس موری گیٹ لاہور

ممیرے کا سرمہ



معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑبال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اسی سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بڑھ جاتی ہے۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اسقدر کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ ممیرے کا سرمہ سفید اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ۔ خالص ممیرہ فی ماشہ ۲ روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ۲ خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔

المشتہر

پرنیسر میان سنگھ آہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے ؟

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میان سنگھ آہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے نہایت اکسیر ہے آنکھوں سے پانی کا بہت جانا۔ دھند سوزش ترخم جنکو آنکھ آنا کہتے ہیں جلن اور کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سب سے بیچ گریز چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کوئی اس کا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہوتا ہے ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے۔ دستخط ڈاکٹر ایچ۔ بی۔ ساہنگی صاحب بہادر ایم ڈی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرت سر

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی بابت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میان سنگھ صاحب آہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مساۃ اوتم دیوی عمر ۲۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی بھی اس قدر گھٹ گیا تھا کہ سوئی میں دھاگہ بھی نہیں پرو سکتی تھی اور ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا نتیجہ یہہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے صحت کلی پائی۔ دستخط قسم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

۳۔ میں نے ممیرے کا سرمہ جو سردار میان سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر کہ جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا۔ مفید پایا۔ میری رائے میں خاص ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند غبار کمزوری نظر ہو یہہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے۔ دستخط قسم ڈاکٹر رائے بہادر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔ حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴۔ میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میان سنگھ آہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا ہے میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماری سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے۔ دستخط قسم خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب ۲۵ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے پنجاب بنک میں اسی غرض کے لئے ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء میں جمع کیا گیا ہے ۔

پادری آر۔ ڈی ٹریسی صاحب اوڈیٹر و منیجر نور افشاں کیواسطے مشن پریس لودیانہ میں باہتمام ایم دائی شائع ہوا